"المنح الفکریہ" حاشیہ مقدمہ جزریہ لملا علی قاری: تعارفی، تجزیاتی و تقابلی مطالعہ

"Al-Manhul-Fikriyya" Hashia Muqaddama Jazria by Mulla Ali Qari: An Introductory, Analytical and Comparative Study

Dr. Hafiz Muhammad Hassan
Lecturer, Govt.Islamia College, Faisalabad:
hsnprince786@gmail.com

Dr.Zakir Al Hashmi
Lecturer, Jamia Qadria, Faisalabad:
zakirsb7867@gmail.com

Abdul Basit
Instructer, Virtual University, Lahore:
basit.zafar@vu.edu.pk

Abstract:

Tajweed is a comprehensive study of Qur'an and Arabic language sciences. The recitation, interpretation, pronunciation and phonetics of the Qur'an have deeper connection with it. When with the expansion of the Islamic empire, defects have appeared in the special accent of Arabic language, specialists interpreted comprehensive explanation of the syntax, the dictionary and the attribute according to the way of prophet (PBUH). In this context, Allama Jazri has an authentic status in recitation and Tajweed due to the comprehensiveness of the pre existing scholarly heritage. Because of prominence, and reputation of Al Jazria preface, specialists of every era have made it a topic for the purpose of understanding and tribute. Mulla Ali Qari has made a great effort to enhance its qualities by giving a perfect description. This footnote is a great repository of knowledge with full of scientific points for later. The objective of study is to describe style, understanding and merits of footnote. This is an analytical study in which data is gathered from secondary sources; books, articles and online sources. It would not be unreasonable to call Hashiya Jazriya a summary of the previous interpretations, but Mulla Ali Qari did not simply collect the material from the collection, but created a new image of this collection. Along with increasing the technical status of Hadiths, he not only validated and confirmed traditions, but also gave innovative ideas to the ideas of knowledge, interpretation and reading based on these traditions.

Keywords: *Qur'an, Tajweed, Mulla Ali Qari, Arabic language.*

عہد تدوین علوم میں باقاعدہ کلام مجید کی قراءتوں اور روایتوں کو کتابی صورت میں جمع کرنے کے بعد جس علم پر سب سے زیادہ توجہ دی گئی وہ قرآن کریم کے الفاظ و احرف کی ادائیگی کے طرق ہیں جن کو بعد ازاں علم التجوید[1] یا علم المحاسن سے موسوم کیا جانے لگا۔ ماہرین قراء قرآنی قراءت کو جاننے، سمجھنے کے بعد ادائیگی الفاظ(Pronunciations) کی طرف متوجہ ہونے لگے۔

چنانچہ جہاں امام القراءت، امام جزری[2] نے قراءت پر تحقیقات کرتے ہوئے قراء سبعہ کے دائرہ کار کو وسعت دیتے ہوئے قراءت عشرہ پر تحقیقات پیش کیں۔ وہیں پر آپ نے علم تجوید کے حوالے سے "المقدمۃ الجزریہ" کی تالیف کی۔ اہل فن نے اس کے محیط بر موضوع اور اختصار کے سبب اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔

---

[1] هو علم باحث عن تحسين تلاوة القران العظيم من جهة مخارج الحروف وصفا تها و ترتيل النظم المبين عطاء حقها من الوصل والوقف المد والقصر والدوم والادغام والاظهار والا خفاء والا مالة ولتحقيق ولتخفيم والتشديد والتخفيف والقلب والتسهيل الى غير ذالک

علم تجوید وہ علم ہے جو قرآن مجید کی اچھے انداز میں تلاوت کے سلسلے میں حروف کے مخارج، ان کی صفات اور ترتیل کی رعایت رکھنے کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ وصل، وقف، مد، قصر، دوم، ادغام، اظہار، امالہ، تحقیق، تفخیم، تشدید، تخفیف، اقلاب اور تسہیل وغیرہ کو صحیح طور پر ادا کرنے کے اعتبار سے۔ / حاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب الفنون، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ج1، ص353

[2] ساتویں ہجری کے وسط751ھ(☆)میں دمشق میں پیدا ہونے والے تاجر کے بیٹے(☆☆) موصل کے قریب جزیرہ عبداللہ ابن عمر سے "جزری" لقب پانے والے، الحافظ المقری شیخ القراء شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الدمشقی الشیرازی، الشافعی 833ھ م (☆☆☆) نے کثیر تعداد میں تجوید و قرات سے متعلقہ کتب تالیف کیں جو مابعد کے لئے استنادی حیثیت اختیار کر گئیں۔(☆☆☆☆)/

(☆)الذھبی، شمس الدین، تذکرۃ الحفاظ، بیروت، دار لکتب العلمیہ، ص249ج1

(☆☆)ان کے باپ کے ہاں40 سال تک اولاد نہ ہوئی پھر وہ حج پر گئے اور آب زم زم پی کر دعا کی تو اللہ نے امام جزری کی صورت میں بیٹا عطا فرمایا۔ / الشوکانی، محمد بن علی، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع القاہرہ، دار الکتاب الاسلامی، ج2، ص 258

(☆☆☆)سیوطی، عبدالرحمن بن ابو بکر، طبقات الحفاظ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1403ج1، ص116 /

(☆☆☆☆)کتب کی فہرست درج ذیل ہے:1۔ النشر2۔غاية النهايه فی طبقات القراء 3۔ نهاية الدريات فی اسماء رجال القرات 4۔ غايته المهره فی الزيادة على العشره 5۔التمهيد فی علم التجويد 6۔فضائل القرآن 7۔التتمه فی القرات 8۔تحبير التيسير9۔ تقريب النشر10۔ الدرة المضيه المقدمته الجزريه 11۔ مفتاح الحصن الحصين12۔ منجد المقرئين 13۔الاهتداء الى معرفة الوقف والابتداء 14-جزريه/ الزركلی، خير الدين بن محمود، الاعلام، ج7، ص45

علم قراءت کے حوالے سے جس طرح شرح شاطبیہ از ابو القاسم بن فیرہ الشاطبی 590 ھ م نے "التیسیر" کی جگہ لے لی اسی طرح علم تجوید کے حوالے سے امام جزری کی منظوم تالیف "مقدمہ جزریہ" اختصار اور عام فہمی کی بناپر کتب سابقہ پر فوقیت لے گی۔

"باب مخارج الحروف" سے ابتداء "باب اقسام المد اللازم" سے منتہی ہونے والا یہ مقدمہ جزریہ 17 ابواب مع خطبۃ الکتاب و خاتمۃ الکتاب، 107 اشعار[3]، 9 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا نام بھی آپ نے خود تجویز کیا نیز اس کے اشعار کی تعداد کے متعلق وضاحت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ـوقد تقضی ، نظمی المقدمة
منی لقاری القران تقدمة
ـابیاتها قاف و زای فی العدد
من یحسن التجوید یظفر بالرشد[4]

میری اس مقدمہ کی نظم پوری ہو گئی۔ یہ میری جانب سے قاری قرآن کے لیے ہدیہ و تحفہ ہے۔ اس مقدمہ کے اشعار (بحساب ابجد)[5] قاف اور زاء (کے عدد کے برابر 107) ہیں۔ جس نے تجوید کو احسن طریقے سے حاصل کیا وہ رشد و ہدایت کے ساتھ کامیاب ہو گیا۔

مذکورہ بالا کتب میں سے 2 کو بے حد شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔

1۔ النشر فی القرات العشر (یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ تیسری سے آٹھویں صدی ھجری تک کے تمام اقوال قرات کی جامع ہے۔) (اس کتاب کی تالیف میں امام جزری کے پیش نظر زیادہ تر وہی مصدری کتاب "التیسیر" رہی جس کو آپ **اصح کتب القرات** سے ملقب کرتے ہیں۔ اس میں آٹھویں صدی تک کے تمام اقوال قراءت جمع ہیں)/ ابن جزری، محمد بن محمد، غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ج2، ص:23-20

2۔ المقدمۃ الجزریہ (یہ علوم و اصول تجوید کی منظوم و ملخص صورت ہے۔ 107 اشعار پر مشتمل ہے۔ / قنوجی، صدیق حسن، ابجد العلوم، بیروت: دار کتب العلمیہ 1978، ج2، ص428

[3] 107 یا 109 اشعار ہونے میں بعض نسخوں کی وجہ سے اختلاف ہے۔ اس کی کامل وضاحت شیخ القراء قاری شریف مرحوم نے کی ہے، / قاری، محمد شریف، التقدمۃ الشریفیہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ، لاہور، مکتبۃ القرات، ص400

[4] ابن الجزری، محمد بن محمد، المقدمۃ الجزریہ، دمشق: شعبہ توعیۃ الجالیات بالزلفی، ص25

[5] حروف ابجد (ابجد، ھوز، حطی) بالترتیب 1 سے 10 تک گنتی ہے۔ (کلمن، سعفص) میں ہر ہر حرف بالترتیب 40،30،20، سے چلتا ہوا 90 تک ہے اور (قرشت، ثخذ، ضظغ) بالترتیب 200،100،، 400،300، سے ہوتا ہوا 1000 تک جاتا ہے۔

امام جزری نے اس میں خالص فنی مباحث کو بیان کیا ہے۔ جس میں حروف کے مخارج،صفات لازمہ ،صفات عارضہ (محسنات تجوید)،وقف وابتدا کی معرفت،مباحث بمتعلقات تاء تانیث،رسم عثمانی کی دو اہم ضوابط یعنی مقطوع وموصول کی مباحث شامل ہیں۔ یہ نظم،متعلقات قرات، قراء کے مخصوص اصول ونصائح سے خالی ہے نیز اس میں مختلف طرق سے ادائیگی الفاظ کا ذکر تو ہے لیکن ایجاز واختصار کے پیش نظر اسکی اسناد کو متعلقین سے منسوب نہیں کیا گیا۔بلاشبہ جزریہ نہایت اختصار سے لکھا گیا مرکزیت کا حامل قصیدہ ہے جس کا سب سے چھوٹا باب "باب اللامات"ایک شعر پر مشتمل ہے جب کہ سب سے طویل باب 15 اشعار" باب معرفة المقطوع والموصول "ہے۔

بہر حال جزریہ کے بعد علم تجوید پر بہت سی آسان ترین کتابیں لکھی گئیں لیکن مقبولیت عامہ مقدمہ جزریہ کے حصے میں آئی اور روز بروز اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا رہا۔اس کو پڑھ کر ان گنت حضرات مجود و قاری بن گئے اور ہنوز اس کا فیض جاری ہے۔کتاب جس قدر مقبول ہوتی ہے اس قدر اس کے شروح و حواشی لکھے جاتے ہیں۔ مقدمہ جزریہ کی بھی بہت سی شروحات و حواشی لکھے گئے عبداللہ حبشی کے نزدیک شروحات و حواشی کی تعداد 52 ہے[6] جن میں سے چند مشہور یہ ہیں:

1۔الحواشی المفہمه فی شرح المقدمه (یہ سب سے پہلی شرح ہے جو کے امام جزری کے بیٹے ابو بکر بن محمد الجزری 835ھ م کی ہے)[7]

2۔الطرازات المعلمه فی شرح المقدمه از عبدالدائم الازہری 870 ھ م

3۔ الدقائق المحکمه فی شرح المقدمه از ابو یحیی زکریا انصاری926 ھ م

4۔ اللائی السنیه فی شرح المقدمه الجزریه از ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی 923 ھ م

5۔ ترجمه المستفید لمعانی مقدمته التجوید از محمد بن عمیر الحضرمی 930 ھ م

6۔ الفوائد السریه فی شرح المقدمه الجزریه از رضی الدین محمد حلبی ابن انحبلی 971 ھ م

---

[6] عبد اللہ حبشی نے 52 شروح و حواشی کی فہرست دی ہے۔/ الحبشی، عبد اللہ بن محمد، جامع الشروح والحواشی: معجم شامل لاسماء الکتب المشروحۃ فی التراث الاسلامی وبیان شروحھا، ابو ظہبی، المجمع الثقافی 2004ج2، ص746-753

[7] ایضا، ص46

7۔ المنح الفکریہ از علی بن سلطان القاری 1014ھ م
8۔ الفوائد المسعدیہ فی حل الفاظ المقدمہ الجزریہ از عمر بن ابراھیم المسعدی1017 ھ م
9۔ الجواہر المضیہ علی المقدمہ الجزریہ از سیف الدین الوفائی 1020ھ م
10۔اُترجمہ فی مقدمہ الجزریہ از محمد بن احمد صوفی زادہ 1024 ھ م (یہ ترکی زبان میں ہے)
11۔الفوائد الجلیہ علی المنظومۃ الجزریہ از ناصر الدین الطرابلسی 1032ھ م
12۔الدرتہ المنظمتہ البھیہ فی حل الفاظ المقدمہ الجزریہ از منصور بن عیسی السمنودی 1084ھ م
13۔التعلیقات الوفیہ علی متن الجزریہ محمد بن بشر الغزوی 1305ھ م
14۔الفوائد المفھمہ فی شرح الجزریہ المقدمہ از محمد بشیر بن محمد 1339ھ م
15۔الفوائد المکیہ فی شرح المقدمہ الجزریہ از محمد بن کمال الدین 1030 ھ م

ہمارا موضوع ملا علی قاری کا مقدمہ جزریہ پر حاشیہ "المنح الفکریہ" ہے۔اس حاشیہ کا اگلی سطور میں تعارف، منہج واسلوب اور تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

المنح الفکریہ علی مقدمۃ الجزریہ:

الفاظِ قرآنیہ میں پیش آمدہ مختلف قراءتوں کو جاننے کے ساتھ ساتھ حروف کی ادائیگی کے طرق جاننا قراءات میں مہارت تامہ رکھنے والے اہل فنون کے لیے ناگزیر ہوتا ہے۔ ملا علی قاری[8] جو قراءت سبعہ کے ماہر ہیں

---

[8] علی قاری کا پورا نام اَبو الحسن علی بن سلطان محمد نور الدین الملا الہروی القاری تھا، مشہور و معروف محدث وفقیہ، جامع معقول ومنقول تھے۔ ہرات میں پیدا ہوئے، مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ آپ کا سن وفات 1014ھ ہے (لطف السمر وقطف الثمر من تراجم اعیان الطبقۃ الاولی من القرن الحادی عشر از نجم الدین محمد الغزی، منشورات وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی، دمشق، ج2، ص578، 579)

"القاری" آپ کو علم قراءت میں ملکہ تامہ رکھنے کی بناء پر کہا جاتا ہے۔

وقراء القران بمکۃ المکرمۃ علی القراء الاجلاء ، واتقن الحفظ ابدع اتقان و حفظ الشاطبیہ ، وقراء السبعۃ من طریقھا واتقن القرات بوجوھھا وتلا ق و رتل القران العظیم احسن ترتیل، حتی اشتھر بالقاری[8]

آپ نے علم المحاسن/علم التجوید میں بھی جاندار کاوش کی ہے۔ آپ نے مقدمہ جزریہ کا حاشیہ تالیف کیا ہے جو نمایاں خوبیوں کا حامل ہے۔

مقدمہ جزریہ کا زیر تبصرہ حاشیہ 'المنح الفکریہ' اسامہ عطایا اور استاد جامعہ اردنیہ الدکتور احمد شکری کی تحقیق و تہذیب کے ساتھ دمشق کے ادارہ اشاعت دارالغوثانی للدراسات القرآنیۃ سے ایک جلد میں طبع کیا گیا ہے - ملا علی قاری، کتاب کی ابتدا سابقہ روایات (طویل مسجع و مقفع عبارات) سے ہٹ کر ایک مختصر مگر جامع ادبی محاسن سے مزین الفاظ سے کرتے ہیں جس میں حمد و ثنا کے بعد اس کتاب "مقدمہ جزریہ" کی طرف التفات کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ما رایت لها شرحا کاملا یُبِین بیانا شاملا یکون لِتحقیقِ الحقائق کافلا فنسخ ببا لی اَن اضعَ علیها شرحا معتدلا، لا مختصرمخِلا ، ولا مطولا مُملا، فَاقول وبالله التوفیق، وبیده ازفة التحقیق[9]

پھر حشو و زوائد سے اجتناب برتتے ہوئے اشعار جزریہ کی توضیح میں اترتے ہیں اور علم تجوید کے پردوں کو چاک کرتے جاتے ہیں۔

برصغیر میں لکھی گئی اردو شروحات کو اس حاشیہ (المنح الفکریہ) کے اردو تراجم کہیں تو بے جا نہ ہو گا۔ مابعد اس شرح کے جس نے بھی مقدمہ جزریہ و قرات پر قلم اٹھایا، ملا علی قاری کا یہ حاشیہ اس کے پیش نظر رہا-بلاشبہ یہ تمام تجویدی اصول و ضوابط کی جامع کتاب ہے۔

ماخذ و مصادر:

بلاشبہ حاشیہ المنح الفکریہ فی شرح المقدمہ الجزریہ لملا علی قاری علم تجوید میں بیش قیمت علمی سرمایہ ہے۔ ملا علی قاری نے دوران توضیح جن کتب سے استفادہ کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

کتبِ تجوید و قراءت:

آپ نے مکہ میں اجل قراء کرام سے قرآن پڑھا اور "شاطبیہ" کو حفظ کیا نیز ساتوں قرآتوں کو "**شاطبیہ**" کے طریق سے پڑھا۔ آپ حسنِ ترتیل میں اس قدر مشہور ہوئے کہ قاری سے ملقب ہوئے۔(چشتی، عبدالحلیم، البضاعة المزجاة لمن یطاللع المرقاة، ملتان: مکتبہ امداد العلوم، ج1، ص3)

[9] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ، دمشق، دارالغوثانی للدراسات القرانیہ، 2012، ص44

1۔ التیسیر فی القرات السبع از ابو عمر عثمان الدانی م 444ھ

2۔الھادی فی القرات از محمد بن سفیان القیروانی م 415ھ

3۔ الحرز الامانی ووجہ التھانی فی القرات السبع از ،ابو القاسم بن فیرہ الشاطبی م 590ھ

4۔الھدایہ فی القرات السبع و شرحہ از احمد بن عمار المھدوی م 440ھ

5۔الکامل فی القرات العشر از والاربعین الزائدۃ علیھا از ابو القاسم یوسف الھذلی م 465ھ

6۔ الکافی از محمد بن شریح م 476ھ

7۔التجوید فی القرات السبع از عبد الرحمن الصقلی م 516ھ

8۔الوقف والابتداء از محمد بن طیفور السجاوندی م 560ھ

9۔الاعلان فی القرات السبع از ابو القاسم عبدالرحمن بن اسماعیل الصفراوی م 632ھ

10۔ ابراز المعانی از ابو شامہ مقدسی م 665ھ

11۔کنز المعانی از ابو محمد ابراہیم الجعبری م 732ھ

12۔شرح علی الشاطبیہ از عبد اللہ بن ایدغدی ابن الجندی م 769ھ

12۔النشر فی القرات العشر از امام ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد بن علی الجزری ،الشافعی م 833ھ

14۔شرح طیبۃ النشر از محمد بن محمد النویری م 857ھ

15۔16الحواشی المفھمہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ و شرح طیبۃ النشر از ابن المصنف ابوبکر احمد بن محمد بن الجزری م 835ھ

17۔ حاشیۃ المقدمۃ الجزریۃ از عصام الدین احمد مصطفی طاش کبری زادہ م 968ھ

کتبِ احادیث:

1۔ مسند احمد از امام احمد بن حنبل (م241ھ)

2۔ صحیح بخاری از محمد بن اسماعیل (م256ھ)

3۔ صحیح مسلم از مسلم بن حجاج (م261ھ)

4۔ سنن ابن ماجہ از محمد بن یزید (م273ھ)

5۔ سنن ابو داؤد از سلیمان بن اشعث (م275ھ)

6۔ جامع ترمذی از محمد بن عیسی (م279ھ)

7۔ سنن النسائی از احمد بن شعیب (م303ھ)

8۔ صحیح ابن حبان از محمد التمیمی (م354ھ

9۔ المستدرک للحاکم از محمد بن عبد اللہ (م405ھ)

10، 11۔ سنن و شعب الایمان احمد بن حسین البیھقی (م458ھ)

12۔ الاربعین از عبد القادر بن بن عبد اللہ الرھاوی (م612ھ)

کتبِ لغت:

1۔ کتاب العین از خلیل بن احمد الفراھیدی م 170 ھ

2۔ الکتاب از عمرو بن عثمان سیبویہ م 180 ھ

3۔ معانی القران از محمد بن المستنیر القطرب م 206 ھ

4۔ کتاب معانی القرآن از یحیٰ بن زیاد فراء م 207ھ

5۔ معانی القران و اللغات از یحیی بن عبد اللہ الفراء م 208 ھ

6۔ اعراب القران از ابو جعفر احمد بن محمد النحاس م 338ھ

7۔ النکت و شرح کتاب سیبویہ از علی بن عیسی الرمانی م 357 ھ

8۔ الصحاح از اسماعیل بن حماد الجوھری م 393ھ

9۔ المفرادات فی غریب القران از حسین بن محمد راغب اصفھانی م 502 ھ

10۔ شرح کتاب سیبویہ از علی بن محمد ابن خروف م 609 ھ

11۔ القاموس المحیط از محمد بن یعقوب فیروز آبادی م 817 ھ

کتب فقہ:

1۔ المبسوط و الفتاوٰی از عبد العزیز بن احمد الحلوانی 448 ھ م

2۔ الفتاوی از حسن بن منصور قاضی خان 592ھ م

3۔ المنیۃ المصلی از سدید الدین محمد بن محمد کاشغری 705 ھ م

4۔ حلیۃ المجلی و بغیۃ المھتدی شرح از ابراھیم بن محمد الحلبی 956

5۔ فتح القدیر فی شرح الھدایہ از ابن الھمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد 861 ھ م

منہج و اسلوب:

☆ توضیح و شرح میں سب سے پہلے جزریہ کا شعر ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس شعر کی لغوی و معنوی توضیح نیز بلاغی پہلو، بعد ازیں اس شعر کی تفہیم میں قران و حدیث سے استشہاد مع استدلال باقوال الصحابہ و التابعین، پھر اس

عنوان کے تحت اسلاف قراء کے اقوال (مع الکتاب وبغیرہ)، اس کے بعد تطبیق بین الاقوال وترجیح بین الاقوال، فقہی وضاحت (اگر ہو) وبعدہٗ "فائدہ یا تنبیہ کے عنوان سے تمام مبحث کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں۔

☆ ملا علی القاری نے المنح الفکریہ میں تحقیقی واستشہادی اسلوب اختیار کیا ہے۔

☆ بعض مقامات پر ملا علی قاری نے اسلوبِ جمع اوری اپنایا ہے۔

☆ کچھ مقامات پر اسلوبِ تلخیص نگاری اپناتے نظر آتے ہیں-

☆ بیان توضیح میں مختلف آراء سے استشہاد کرتے ہیں-

☆ کبھی باقاعدہ نام لے کر قول ذکر کرتے ہیں: قال الشیخ خالد ،[10] قال ابن المصنف، [11]قال الناظم ،قال المصنف[12] قال الشارح [13]

☆ کبھی رائے ذکر کرکے آخر میں قائل کا ذکر کرتے ہیں۔ جیسے: کما یفهم من کلام الجار بردی [14] کما اختاره شیخ الزکریا [15] وهو مختار الاخفش ، اختاره سیبویه[16]

☆ کبھی جس سے استشہاد کرتے ہیں اس کے اصل مصدر کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں: یقول تبِعا للمصنف ،وجَمعه الشیخ الزکریا[17] وقال سیبویه و تبعه الاکثر علی ما نقله الجعبری [18]

---

[10] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ، دمشق: دار الغوثانی للدراسات القرانیہ، 2012، ص62، 46، 64

[11] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ، ص63، 64، 67، 55، 222، 120،

[12] ایضا، ص79، 88، 11968،

[13] اس حاشیہ میں "شارح" سے استدلال اس قدر موجود ہے کہ غیر محصور ہے۔ اس "شارح" سے کون مراد ہے۔ مقالہ نگار اس سے واقفیت حاصل کرنے سے قاصر رہا۔

[14] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ، ص، 80

[15] ایضا، ص66

[16] ایضا، ص60

[17] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ،، ایضا، ص، 73، 48، 46، 152

[18] ایضا، ص ص73

☆ کبھی محض کتاب کانام ذکر کرتے ہیں: وفی القاموس[19] و فی النشر[20] و فی المؤطا[21] و فی التمهید[22]

☆ کبھی کتاب مع مصنف ذکر کرکے استشہاد کرتے ہیں: قال الصفراوی فی اعلانه، قال الشاطبی فی قصیدته، وصاحب العنوان یقول[23]

استدلال بالقرآن:

ملا علی قاری توضیح مطالب میں قرآن کو فوقیت دیتے ہیں۔ لغوی توضیح ہو یا معانی کی وضاحت، سب سے پہلے قرآن سے استشہاد لاتے ہیں۔

باب صفات الحروف میں درج ذیل شعر کے تحت "جہر" کی ضد بیان کرتے ہوئے "ہمس" کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔

*صفاتها جهرورخو مستفل
منفتح مصمتة والضدقل[24]

الهمس في اللغته **الخفاء** ومنه قوله تعالى فلا تسمع الا همسا[25] والمراد به حِس مشيِ الاقدام الى المحشر۔

*والاخذ بالتجويد حتم لازم
من لم يجود القران اثم

کے تحت شعر کی توضیح، (تجوید کے بغیر قرآن پڑھنا ضروری ہے) جو نہیں پڑھتا وہ گنہگار ہے، کی وضاحت میں رقمطراز ہیں:

---

[19] ایضا، ص ص50

[20] ایضا، ص ص145

[21] ایضا، ص ص123

[22] ایضا، ص161

[23] ایضا، ص 168، 230، 38، 230، 232،

[24] ایضا، ص105

[25] طہ:108

لان الله تعالى انزل في القران الامر بالتجويد حيث قال ورتلناه ترتيلا[26] ورتل القران ترتيلا [27] موكدا فى المصدر مبالغة في الامر[28]

مزید بر آں تجوید کس حد تک ضروری ہے اور کن کن کے لئے، اس میں لحن خفی و جلی کی تقسیم کرتے ہوئے امت کی آسانی اور تجوید میں رعایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اس آیت سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس آیت میں ترتیل قرآن فرض عین کے طور پر بیان ہوئی ہے کیونکہ ایسے تو حرج عظیم لازم آئے گا جب کہ اللہ تعالی تو فرماتا ہے۔

وما جعل عليكم فى الدين من حرج[29] لا يكلف الله نفسا الا وسعها[30]

ـہ مخارج الحروف والصفات

ليلفظو بافصح اللغات

کے تحت "ليلفظوا" کی توضیح میں لکھتے ہیں:[31]

ان النطق يشمل الحروف الهجائيه بخلاف اللفظ ، فانه موضوع للمركب كما يشيراليه قوله تعالى ما يلفظ من قول [32]

استدلال بالحدیث:

شرق و غرب میں محدث کالقب پانے والے ملا علی قاری کا محدثانہ رنگ آپ کی ہر تالیف پہ غالب نظر آتا ہے۔ حدیث سے فنی استشہاد آپ کا طرہ امتیاز ہے۔

ـہ وهو ايضا حليته التلاوته

وزينة الاداء والقراة

علم تجوید، تلاوت کا زیور ہے اور فن اداء اور قرات کیلیے بھی زینت ہے۔ اس مصرعہ کے تحت تجوید کی توضیح و متعلقات نیز عرب کے لہجات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

---

[26] الفرقان:32

[27] مزمل:4

[28] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ، ص116

[29] الحج:87

[30] البقرہ:286

[31] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ،، ص67

[32] ایضا، ص، ق18

*وفی الموطا وسنن النسائی عن حذیفة ان النبیﷺ قال اقرؤواالقران بلحون العرب واياكم ولحون اهل الفسق والكبائر فانه سيجئ اقوام من بعدی يرجعون بالقران ترجيع الغناء

* وقال ايضا ليس منا من لم يتغن بالقران ،

* زينواالقران باصواتكم وهذا لاينا فی ما ورد من قوله زينو اصواتكم بالقران ،

*من احب ان يقراء القران غضا كما انزل فليقراء قراة ابن ام عبد يعنی عبداالله بن مسعود

*رب قاری للقرآن ،والقرآن يلعنه[33]

قران کو عرب کے لہجہ میں پڑھو فاسقین کے لہجے سے بچو۔ بے شک میرے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو قرآن کو گانے کی آواز میں دہرائے گی۔ جو قرآن کو اچھے لہجے میں نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

قران کو اپنی خوبصورت آوازوں سے مزین کرو۔ جو یہ پسند کرتا ہو کہ قرآن کو اس دھیمے لہجہ میں پڑھے جیسے یہ نازل ہوا تو وہ عبد اللہ بن مسعود کی قراءت پڑھے۔ بہت سے قرآن کے قاری ایسے ہیں کہ جن پر قرآن لعنت بھیجتا ہے۔

استدلال باقوال الصحابہ والتابعین:

جہاں احادیث کا ذکر بکثرت ذکر کرتے ہیں وہی صحابہ و تابعین کے اقوال کو بقیہ اقوال پر ترجیح دیتے ہوئے ان کو تقدیماً ذکر کرتے ہیں۔ رقمطراز ہیں:

*والاخذ بالتجويد حتم لازم

من لم يجود القران اثم

*ونقل عن علي كرم الله وجهه ،التجويد هو تجويد الحروف ومعرفته الوقوف

*وعن مجاہد ، ترسل فيه ترسلا

*وعن الضحاک ، انبذه حرفا حرفا

*وعن ابن عباس بينه تبيينا[34]

توضیح مسئلہ، تنقید و تبصرہ:

---

[33] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ، ص، 124، 123

[34] ایضا، ص، 122

ملا علی قاری کی تالیفات کا خاصہ ہے کہ آپ مسئلہ کی وضاحت میں سابقہ اقوال و آراء ذکر کرنے کے بعد اس پر نقد و تبصرہ کرنے کے ساتھ ساتھ غالب مذہب کی طرف ترجیح ضرور دیتے ہیں۔ چنانچہ الف کی تفخیم و ترقیق کی بحث کرتے ہوئے اسلاف قراء کی رائے ذکر کرتے ہوئے نہ صرف اس پر تبصرہ کرتے ہیں بلکہ مضبوط مذہب کو حاصل کلام کی سرخی سے واضح بھی کر دیتے ہیں رقمطراز ہیں:

وقال الشارح المصری وما علل به---

شارح مصری نے کہا:

اسی طرز پر شیخ الاسلام زکریا نے بھی ابن المصنف کی اقتداء میں تفصیل بیان کی کہ الف کو ما قبل فتحہ لازم ہوتا ہے۔ پس ہم یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ الف، فتحہ کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ فتحہ، الف کے لیے لازم ہے۔ اسلئے کہ وہ الف کے ساتھ ہی پایا جاتا ہے اور الف اس فتحہ کے معدوم ہونے پر خود ہی معدوم ہو جاتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس معاملہ نہیں۔ جیسے ضرب، ضربا۔ پس ظاہر ہے کہ فتحہ کے ما قبل الف ضربا میں باء ہے جو کے الف کے معدوم ہونے پر معدوم نہیں ہوا۔

بہر حال حاصل کلام یہ ہے اور صحیح بھی وہی ہے جس کو اس مقدمہ کے ناظم نے دوسری کتاب "النشر" میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ الف تفخیم و ترقیق میں کوئی وصف نہیں رکھتا، بلکہ اپنے مقابل کا محتاج ہے اسی کے مطابق مرفق و مفخم ہو گا۔[35]

*باب فی الفرق بین الظاء والضاد میں امام جزری کے شعر ظاہر ،لظی، شواظ، کظم ظلما کے تحت ظاہر پر یوں رائے دیتے ہیں:

والمعنیٰ،ان کل ماجاء من لفظ ظاہروھو ضد الباطن ---[36]

جتنے بھی لفظ "ظاہر" کے مادہ وہئیت سے آئے ہیں وہ باطن کی "ضد" کے طور پر آئے ہیں۔ وہ کل چھے ہیں:

لیظھرہ علی الدین کُلہ [37] تظھرون علیھم [38]

---

[35] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ،، ص،134

[36] ایضا، ص118

[37] التوبہ:33

[38] البقرہ:85

وذرو ظٰهرالاثم [39]	وان تظهرا عليه [40]
واظهره الله عليه [41]	فلا يظهر على غيبه احدا[42]

زکریانے جو"ظهر"کو" ظفر"(کامیابی کے معنی) میں استعمال کیاہے۔ وہ غریب و غیر مانوستہ الاستعمال ہے۔ میں کہتاہوں زیادہ ظاہر یہ ہے کہ" ظهار"مادہ"ظهر"سے ہے نہ کر" الظاہر"سے۔ بایں معنی کہ" ظہار"میں آدمی اپنی عورت سے کہتاہے"انت علی کظھر امی"۔

☆دانتوں کی اقسام باب مخارج الحروف کے تحت بیان کرتے ہوئے ثنایا، رباعیات، انیاب اور اضراس کی بحث میں"اضراس"پر تبصرہ یوں کرتے ہیں:

اغرب شارح حيث قال المراد بالاضراس الاسنان، فقال شارح آخر، ارادبها الطواحن، فالتحقيق ان المراد بها الاضراس العليا، مِن احدالجانبين، مبتداءمما حاذیٰ اوسط اللسان[43]

☆"ہمس"لغت میں" خفاء"کو کہتے ہیں۔ حروف مہموسہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی ادائیگی کے ساتھ سانس چلتا رہتاہے۔ جب کہ"جہر"لغت میں سخت و قوی آواز ہے۔ مجہورہ اس لیے کہتے ہیں کہ سانس رک جاتاہے اور محصور رہتاہے۔

جبکہ تحقیق اس امر میں یہ ہے کہ ہوا(سانس)انسان کے اندر سے خارج ہوتی ہے۔ اگر طبعی ہو تو سانس کہلاتا ہے۔ اگر بالارادہ، جسم کیساتھ تصادم کی صورت میں نکلے تو آواز ہوتی ہے۔ اگر اس آواز کو مخصوص کیفیات و معلوم اسباب سے پیش کیاجائے تو ان کو حروف کہتے ہیں ۔

پس اگر سانس اس طرح سے نکلے کہ حرف کی سی صفت بنے اور پھر سخت آواز بنے تو ان کو حروف مجہورہ کہیں گے۔ اگر بغیر سخت آواز کے ہو تو مہموسہ۔ اگر حروف کی آواز اپنے مخرج میں مکمل محصور ہو، کسی قسم کا اجراء نہ

---

[39] الانعام:120

[40] التحریم:4

[41] التحریم:3

[42] جن:26

[43] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ، ص:86

ہو تب اس کو "شدت" سے تعبیر کریں گے۔ اور اگر بالکل محصور ہو کر نہ رہے بلکہ آواز کا اجراء رہے تو اس کو "رخاوت" کہتے ہیں۔[44]

تقابل بالشاطبیہ:

ملا علی قاری محشیٔ مقدمہ جزریہ کے ساتھ ساتھ شارحِ **شرح شاطبیہ**[45] بھی ہیں- شرح شاطبیہ کا رنگ اس حاشیہ جزریہ میں بھی غالب نظر آتا ہے- جابجا آپ علم تجوید کے تناظر میں جہاں شاطبیہ کے حوالے دیتے ہیں وہیں پر اس کے ساتھ تقابل کرتے بھی دکھائی دیتے ہیں۔

کتاب کی ابتداء کے حوالے سے امام شاطبی و جزری کے درمیان تقابل یوں بیان کرتے ہیں:

امام شاطبی نے کتاب کی ابتداء

بدات ببسم الله فی النظم اولا	تبارک رحمانا رحیما و موئلا
وثنیت صلی الله ربی علی الرضا	محمد المهدی الی الناس مرسلا
وعترته ثم الصحابه ثم من	تلاهم علی الاحسان بالخیر دبلا
وثلثت ان الحمد لله دائما	وما لیس مبدؤا اجذم العلا[46]

جبکہ امام جزری نے:

یقول راجی عفو رب سامع	محمد بن الجزری الشافعی
الحمدلله وصلی الله	علی نبیه ومصطفاه

سے کی۔ امام شاطبی نے بسم اللہ کے بعد جملہ صلاۃ کو ذکر کیا۔ شاید ان کے نزدیک بسم اللہ واحد ویکتا کی گواہی ہے اور جملہ صلاتیہ نبوت محمدی کا اعتراف ہے ان کے ذریعہ سے مقامِ ایمان حاصل ہوتا ہے۔ ایمان کے حصول کے اس احسان کے بعد حمد لانا زیادہ مناسب ہے جبکہ امام ناظم "جزری" نے ایسا طریقہ نہیں اپنایا اور کل امر ذی بال لم یبدا بحمد الله فهو اقطع[47] پر عمل پیرا ہوتے ہوئے براہ راست الحمد سے ابتدا کی ہے۔

---

[44] قاری، ملا علی، المنح الفکریہ، ص،99

[45] ملا علی قاری کی شرح شاطبیہ میں پیش کردہ تحقیقات کے لیے دیکھیے، راقم کا مقالہ بعنوان "شرح شاطبیہ لملا علی قاری، تعارفی، تجزیاتی و تقابلی مطالعہ" / مجلہ العلم، جلد3، شمارہ1، جنوری-جون2020، ص77-91

[46] الشاطبی، ابو القاسم بن فیرہ، الحرز الامانی ووجہ التھانی فی القرات السبع، لاہور، مکتبہ القرات، ص1

[47] ابو داود، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، باب الھدی فی الکلام، بیروت: المکتبۃ العصریۃ، س ن، رقم الحدیث،4840

مزید بر آں شاطبی نے بسم اللہ کو ذکر کرتے وقت اگرچہ منفصل و متفرق رکھا ہے لیکن شعری صورت میں تکلف کیا ہے بر خلاف جزری کے انہوں نے ایسے تکلفات سے پرہیز کیا ہے۔[48]

☆اسی طرح جب بھی شعری استدلال کرتے ہیں تو علم تجوید سے متعلقہ اشعار شاطبیہ کو ترجیحی بنیادوں پر ذکر کرتے ہیں۔ باب الادغام میں رقمطراز ہیں:

فیکون نظیر ما قال الشاطبی رحمه الله۔

ـــوادغام حرف قبله صح ساكن

عسیرو با لاخفاء طبق مفصلا [49]

قراءت سے متعلقہ مسائل فقہیہ:

ملا علی قاری جیسی کثیر الجہات شخصیت اپنے اندر علوم و معارف کا بحر بے کراں سموئے ہوئے ہے۔ آپ بیک وقت قاری، محدث، مجود، ماہر علوم قرانیہ ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تالیفات میں مسائل فقہیہ کی بھی واضح جھلک نظر آتی ہے۔ حاشیہ جزریہ میں جہاں ملا علی قاری ،مسائلِ تجوید و قرات کی توضیحات کرتے ہیں۔ وہیں موضوع سے متعلقہ ضروری فقہی توضیحات بھی ذکر کرتے دکھائی دیتے ہیں:

ـــ وغیر ما تمّ قبیح وله

یوقف مضطرا و یبداء اقبله

جہاں بات پوری نہ ہو، وہاں وقف، قبیح ہے۔ صرف مجبوری کی حالت میں وقف کیا جائے اور پھر ماقبل سے ابتداء کی جائے۔

"باب معرفۃ الوقوف" میں مذکورہ بالا شعر کی توضیح میں نماز کے فقہی مسائل میں رقمطراز ہیں۔

متاخرین علماء کا اتفاق ہے کہ مطلقا اعراب میں خطاء، اگرچہ اس کا اعتقاد کفر ہی کیوں نہ ہو، فاسد نماز نہیں۔ کیونکہ اکثریت ایسے اعراب وبناء کی تمیز نہیں رکھتی۔

قاضی خان کہتے ہیں۔ اگر جان بوجھ کر خطاء کی تو کفر ہو گا، اور کفر، قرآن تو ہرگز نہیں ہوتا۔

شارح منیۃ کہتے ہیں۔ قاری کی زبان کی پھسلن کو اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔ چاہے فحش غلطی ہو۔

---

[48] ایضا، ص،55

[49] ایضا، ص،162

پھر کہا کہ بعض کلمہ کا انقطاع بایں طور کہ الحمد میں "ال" کے بعد سانس ٹوٹا اور باقی کلام بھول گیا یا یاد آیا اور "حمد للہ" کہہ دیا۔ یا پھر اگلے کلمہ کی طرف منتقل ہو گیا تو شیخ شمس الائمۃ حلوانی (صاحب مبسوط)[50] فساد نماز کا فتوی دیتے ہیں جب کہ باقی علماء انقطاع سانس و بھول چوک پر عموم بلوی کی بناء پر غیر فساد کا۔[51]

متعلق بالقراءت واقعات:

حسبِ روایت ملا علی قاری ہمہ جہتی علم کا مظاہرہ کرتے نظر آتے ہیں۔ حسب سابق اپنی اس تالیف میں بھی قرآت و تجوید سے متعلق واقعات کا ورود کرتے ہیں۔ باب صفات الحروف میں مخارج وصفات کی وضاحت کے بعد واقعہ نقل کرتے ہیں۔

☆ امام اعظم نے ایک معتزلی سے مناظرہ کیا۔ پس اس کو کہا کہ تو کہہ "با" پس اس نے "باء" کہا۔ پھر فرمایا کہ "حا"

کہہ، تو اس نے کہا۔ پھر کہا کہ ان کے مخارج بیان کرو۔ اس نے بیان کیے۔ تو کہا کہ اگر تو اپنے افعال کا خالق ہے تو "باء" کو "حاء" کے مخرج سے نکال۔ اس پر معتزلی مبہوت ہو گیا۔[52]

☆ مجھے میرے شیوخ کی جماعت نے خبر دی بایں طور کہ یہ خبر تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ استاذ الاساتذہ امام تقی الدین محمد الصائغ (825ھ م)[53] صبح کی نماز میں حسن ترتیل سے {وتفقد الطيرفقال ما لی لا اری الهدهد ام كان من الغايبين[54]} پڑھ رہے تھے کہ آپ نے اس میں تکرار کرنا شروع کیا۔ اتنے میں ایک پرندہ شیخ کے سر پر آ بیٹھا۔ اس وقت تک سنتا رہا جب تک آپ نے تکمیل نہیں کی۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ ہدہد تھا۔[55]

حاشیہ جزریہ لملا علی قاری کا ابن مصنف وطاش کبری زادہ سے تقابل:

---

[50] یہ "المبسوط" المبسوط لسر خسی کے علاوہ ہے۔ مصنف کا پورا نام عبد العزیز بن احمد بن نصر البخاری (448) ہے۔

[51] ملا، علی قاری، المنح الفکریہ، تحقیق، دکتور احمد شکری، ص 261

[52] ایضا، ص 97

[53] جزری، محمد بن محمد، غایہ النھایہ فی طبقات القراء، بیروت، دار لکتب العلمیہ، ج 2، ص 65

[54] النمل:20

[55] ایضا، ص، 127

اگرچہ جزریہ کی بہت سی حواشی و شروحات لکھی گئیں۔ ہم یہاں تقابل کے لیے ان حواشی کا انتخاب کرتے ہیں جو مجودین اور اہل فن کے ہاں متداول ہیں۔

الحواشی المفہمہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ از ابن المصنف ابو بکر احمد بن محمد بن الجزری (835م) اور حاشیۃ المقدمۃ الجزریۃ از عصام الدین احمد مصطفی طاش کبری زادہ (968ھ م) کا تقابل پیش خدمت ہے۔

تقابل سے قبل یہ بات واضح رہے کہ ابن المصنف کا حاشیہ، مقدمہ جزریہ کا سب سے پہلا حاشیہ ہے جس سے کوئی بھی شارح و محشی مستغنی نہیں۔ بایں طور کہ ملا علی قاری اپنی تالیف "المنح الفکریہ" میں اکثر مباحث تجوید و قراءت و احادیث ابن المصنف کے حاشیہ سے بطور اقتباس نقل کرتے دکھائی دیتے ہیں۔[56] مستزاد یہ کہ ابن المصنف کا حاشیہ حجم میں سب سے چھوٹا 65 صفحات، طاش کبری 140، اور ملا علی قاری کا حاشیہ 220 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ حاشیہ "المنح الفکریہ" بقیہ حواشی کا جامع ہے۔

☆تینوں حواشی لغوی استدلالات کو مقدم ذکر کرتے ہیں۔ نیز، لغت کے اصل مصادر (کتاب معانی القرآن از یحیٰ بن زیاد فراء 207ھ م، الکتاب از عمرو بن عثمان سیبویہ 180 ھ م، کافیہ از ابن حاجب 646ھ م، القیاس از ھشام بن معاویہ کوفی 209ھ م، معانی القران و اللغات از یحیی بن عبد اللہ الفراء 208ھ م، العین از خلیل بن احمد الفراھیدی 170 ھ م) سے استدلال پیش کرتے ہیں۔ لغوی و بلاغی استدلال کی کثرت میں اگرچہ ملا علی قاری سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔

☆ورود احادیث کے سلسلے میں طاش کبری زادہ ایک، دو احادیث پر اکتفاء کرتے دکھائی دیتے ہیں۔[57] جب کہ ملا علی قاری و ابن المصنف با لکثرت[58] احادیث کو بطور استشہاد پیش کرتے ہیں۔ مزید بر اں حدیث کی فنی بحث، صحت و ضعف، جرح و تعدیل، مصدر و رواۃ پر صرف ملا علی قاری بحث کرتے ہیں۔[59]

---

[56] مزید امثلہ دیکھیے / ملا، علی قاری، المنح الفکریہ، تحقیق، دکتور احمد شکری، صفات لازمہ کی بحث، تجوید کی اہمیت کا بیان۔

[57] طاش کبری زادہ، احمد بن مصطفی، شرح مقدمہ جزریہ، تیونس: مکتبہ اولاد الشیخ للتراث، ص123، 19، 9، 147، 5، 189،

[58] ابن المصنف، ابو بکر احمد بن محمد بن الجزری، الحواشی المفہمہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ، مصر: المطبعۃ المیمنیۃ، 1309ھ، ص 33، 39، 44، 51

[59] مزید دیکھیے، ملا، علی قاری، المنح الفکریہ، تحقیق، دکتور احمد شکری، ص210، 112، 67، 53

☆ قرانی استدلالات، حاشیہ طاش کبری میں نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ قاری و ابن مصنف ایک معنی کی توضیح میں کئی کئی آیات کو ذکر کرتے ہیں۔

☆ طاش کبری و ابن مصنف اپنے حواشی میں شاذ و نادر قراءِ سابقہ سے استشھاد کرتے ہیں۔ جبکہ ملا علی قاری کے

حاشیہ میں لغوی مباحث کے بعد سب سے زیادہ مواد اقوال قراء سابقہ کے حوالہ سے ہے۔ موصوف کبھی کتاب کے ذکر کے ساتھ تو کبھی قول مع اسم قائل ذکر کرتے ہیں۔[60]

☆ طاش کبری زادہ اپنے حاشیہ میں چیدہ چیدہ مقامات پر "طیبۃ النشر" سے استدلال بالاشعار لاتے ہیں۔[61] ملا علی قاری اکثر اشعار سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کے پیش نظر "شاطبیہ" رہی۔ جبکہ ابن المصنف اشعار سے استشھاد بالکل نہیں لاتے۔

☆ طاش کبری زادہ، جزریہ سے ایک، یا اکھٹے دو اشعار ذکر کر کے توضیح کرتے ہیں۔ صرف اختتامی خطبہ کے 4 اشعار کی اکھٹی توضیح کی ہے۔[62] ابن المصنف دو، دو، تین، تین، حتی کہ چار، چار اشعار کی اکھٹی وضاحت کر دیتے ہیں۔[63] ملا علی قاری کے حاشیہ میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ جزریہ کے ایک، ایک شعر کی الگ الگ توضیح نیز شعر میں موجود الفاظ کا مکرر ذکر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

☆ جزریہ کے ایک شعر کی وضاحت زیادہ تر طاش کبری 8 سے 10 سطور، ابن المصنف اکثر 5 سے 6 جبکہ ملا علی قاری سب سے طویل 40 سے 60 سطور میں کرتے ہیں۔

☆ اشعار کی وضاحت کے بعد تینوں مصنفین وضاحتی نوٹ بلفظ فائدہ، تنبیہ، قلت و اقول سے دیتے ہیں۔

حاشیہ جزریہ کو ما قبل شروحات کا جامع کہنا بے جانہ ہو گا لیکن ملا علی قاری نے محض جمع آوری سے رطب و یابس اکٹھا نہیں کر دیا بل کہ اس ذخیرہ کی ایک نئ تصویر تشکیل دی ہے۔ آپ نے اپنا محدثانہ رنگ ظاہر کرتے ہوئے احادیث کی فنی حیثیت کے اضافے کرنے کے ساتھ نہ صرف روایات کی توثیق و تصدیق کی بلکہ ان روایات پر منحصر علم تجوید و

---

[60] ایضا، ص 213، 200، 98، 77، 60

[61] مزید امثلہ / طاش کبری زادہ، احمد بن مصطفی، شرح مقدمہ جزریہ،، ص 47، 41

[62] طاش کبری زادہ، احمد بن مصطفی، شرح مقدمہ جزریہ، ص 313

[63] ابن المصنف، ابو بکر احمد بن محمد بن الجزری، الحواشی المفہمہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ، مصر، المطبعۃ المیمنیۃ، 1309ھ، ص 97، 74، 55

قراءت کے نظریات کو بھی مبتکر جلاء بخشی۔ مزید براں آپ نے اسلاف مجودین قراء کی روایات پر اپنی آراء کا بھی اضافہ کیا جس سے یہ حاشیہ ایک نئی فکر سے سرفراز ہو کر علمی حلقوں میں اپنی حیثیت اور ساکھ بنانے میں کامیاب ہوا۔ مقدمہ جزریہ (علم تجوید) کا طالب، کبھی بھی ملا علی قاری کے اس حاشیہ سے مستغنی نہ ہو گا۔